سبق_68/4
25/12 تا 76

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

آیت نمبر (25 تا 29)

ق د د

(ن) **قَدًّا** — کسی چیز کو لمبائی میں کاٹنا یا چیرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔25۔

قِدَّۃٌ — ج قِدَدٌ۔ کسی چیز کا ٹکڑا۔ مختلف الرّائے لوگ۔ ﴿ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ۝١١ ﴾(72/الجن: 11) ”ہم مختلف الرّائے طریقوں پر تھے۔“

س ج ن

(ن) **سَجْنًا** — کسی کو قید کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔25

سِجْنٌ — اسم ذات ہے۔ قید خانہ۔ ﴿ قَالَ رَبِّ السِّجۡنُ اَحَبُّ اِلَیَّ ﴾ (12/یوسف: 33) ”انہوںؑ نے کہا اے میرے رب قید خانہ زیادہ پسندیدہ ہے میرے لیے۔“

مَسْجُوْنٌ — اسم المفعول ہے۔ قید کیا ہوا۔ ﴿ لَاَجۡعَلَنَّكَ مِنَ الۡمَسۡجُوۡنِيۡنَ ۝٢٩ ﴾ (26/الشعراء: 29) ”میں لازماً بنادوں گا تجھ کو قید کئے ہوئے لوگوں میں سے۔“

سِجِّیْنٌ — دائمی سخت جگہ۔ جہنم کی ایک وادی۔ بدکاروں کا اعمال نامہ رکھنے کی جگہ۔ ﴿ اِنَّ كِتٰبَ الۡفُجَّارِ لَفِىۡ سِجِّيۡنٍ ؕ ۝٧ ﴾ (83/المطففین: 7) ”بیشک بدکاروں کی کتاب یقیناً سِجّین میں ہے۔“

ترجمہ

وَاسۡتَبَقَا	الۡبَابَ	وَقَدَّتۡ	قَمِيۡصَهٗ	مِنۡ دُبُرٍ	وَّاَلۡفَيَا
اور وہ دونوں دوڑے	دروازے کو	اور اس عورت نے چیرا	انؑ کی قمیص کو	پیچھے سے	اور دونوں نے پایا

سَيِّدَهَا	لَدَا الۡبَابِ ؕ	قَالَتۡ	مَا	جَزَآءُ مَنۡ	اَرَادَ	بِاَهۡلِكَ
عورت کے آقا کو	دروازے کے پاس	اس عورت نے کہا	کیا	اس کی سزا ہے جس نے	ارادہ کیا	تیرے گھر والوں سے

سُوۡٓءًا	اِلَّاۤ اَنۡ	يُّسۡجَنَ	اَوۡ	عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ۝٢٥	قَالَ
ایک برائی کا	سوائے اس کے کہ	وہ قید کیا جائے	یا	(سوائے) ایک دردناک عذاب (کے)	انہوںؑ نے کہا

هِىَ	رَاوَدَتۡنِىۡ	عَنۡ نَّفۡسِىۡ	وَشَهِدَ	شَاهِدٌ
اس عورت نے ہی	پھسلایا مجھ کو	اپنا نفس (تھامنے) سے	اور گواہی دی	ایک گواہی دینے والے نے

مِّنۡ اَهۡلِهَا ۚ	اِنۡ	كَانَ	قَمِيۡصُهٗ	قُدَّ	مِنۡ قُبُلٍ
اس عورت کے گھر والوں میں سے	اگر	یہ ہے (کہ)	اس کی قمیض	چیری گئی	سامنے سے

فَصَدَقَتۡ	وَهُوَ	مِنَ الۡكٰذِبِيۡنَ ﴿۲۶﴾	وَاِنۡ	كَانَ	قَمِيۡصُهٗ
تو عورت نے سچ کہا	اور یہ مرد	جھوٹ کہنے والوں میں سے ہے	اور اگر	یہ ہے (کہ)	اس کی قمیض

قُدَّ	مِنۡ دُبُرٍ	فَكَذَبَتۡ	وَهُوَ	مِنَ الصّٰدِقِيۡنَ ﴿۲۷﴾	فَلَمَّا
چیری گئی	پیچھے سے	تو عورت نے جھوٹ کہا	اور یہ مرد	سچ کہنے والوں میں سے ہے	پھر جب

رَاٰ	قَمِيۡصَهٗ	قُدَّ	مِنۡ دُبُرٍ	قَالَ	اِنَّهٗ	مِنۡ كَيۡدِكُنَّ ؕ
اس (شوہر) نے دیکھا	اس کی قمیض کو	کہ چیری گئی	پیچھے سے	تو اس نے کہا	بیشک یہ	تم عورتوں کی چالبازی میں سے ہے

اِنَّ	كَيۡدَكُنَّ	عَظِيۡمٌ ﴿۲۸﴾	يُوۡسُفُ	اَعۡرِضۡ	عَنۡ هٰذَا ٚ سکتة
بیشک	تم عورتوں کی چالبازی	عظیم ہے	(اے) یوسف	آپؑ اعراض کریں	اس سے

وَاسۡتَغۡفِرِىۡ	لِذَنۡۢبِكِ ۖۚ	اِنَّكِ	كُنۡتِ	مِنَ الۡخٰطِـئِيۡنَ ﴿۲۹﴾ ع
اور (اے عورت) تو مغفرت مانگ	اپنے گناہ کے لئے	بیشک تو (ہی)	ہے	خطا کرنے والوں میں سے

نوٹ۔1

یہ واقعہ تلمود میں اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ فوطیفار نے جب اپنی بیوی کی شکایت سنی تو اس نے یوسفؑ کو خوب پٹوایا، پھر ان کے خلاف عدالت میں استغاثہ دائر کیا۔ عدالت نے یوسفؑ کی قمیص کا جائزہ لے کر فیصلہ کیا کہ قصور عورت کا ہے کیونکہ قمیص پیچھے سے پھٹی ہے نہ کہ آگے سے۔ لیکن ہر صاحبِ عقل بآسانی یہ بات سمجھ سکتا ہے کہ قرآن کی روایت تلمود کی روایت سے زیادہ قرینِ قیاس ہے۔ آخر کس طرح یہ باور کر لیا جائے کہ ایک اتنا بڑا ذی وجاہت آدمی اپنی بیوی پر اپنے غلام کی دست درازی کا معاملہ عدالت میں لے گیا ہوگا۔ (کیونکہ آقا کو غلام پر ہر طرح کا اختیار حاصل ہوتا تھا۔ مرتب) یہ ایک نمایاں ترین مثال ہے قرآن اور اسرائیلی روایات کے فرق کی۔ اس سے مغربی مستشرقین کے اس الزام کی لغویت صاف واضح ہو جاتی ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے یہ قصّے بنی اسرائیل سے نقل کئے ہیں۔ سچ یہ ہے کہ قرآن نے تو اسرائیلی روایات کی اصلاح کی ہے اور اصل واقعات دنیا کو بتائے ہیں۔
(تفہیم القرآن)

آیت نمبر (30 تا 35)

ش غ ف

(ف) شَغَفًا (۱) دل کی جھلی کو صدمہ پہنچانا۔ (۲) کسی کے دل پر چھا جانا۔ زیرِ مطالعہ آیت۔30۔

و ک ء

(س) تَكَـاَ ثلاثی مجرد میں اس کی واو کو تا میں بدل دیتے ہیں۔ اور یہ لفظ وَكَاَ، يَوْكَأُ، وَكۡـاً کے بجائے تَكَاَ، يَتْكَأُ، تَكۡـاً استعمال ہوتا ہے۔ معنی ہیں کسی چیز کا سہارا لینا۔

(تفعّل) تَوَكُّـاً بتکلف سہارا لینا۔ ﴿قَالَ هِىَ عَصَاىَۚ اَتَوَكَّـؤُا عَلَيۡهَا﴾ (20/طٰہٰ:18) ”انہوںؑ نے کہا یہ میری لاٹھی ہے میں ٹیک لگاتا ہوں اس پر۔“

(افتعال) **اِتِّکَاءً**
اہتمام سے ٹیک لگا کر بیٹھنا۔ اس میں آرام و آسائش (LUXURY) کا مفہوم شامل ہے۔ ﴿وَ سُرُرًا عَلَیۡہَا یَتَّکِـُٔوۡنَ ﴿۳۴﴾﴾ (43/الزخرف:34) ''اور کچھ تخت جن پر وہ لوگ ٹیک لگا کر آرام سے بیٹھیں گے۔''

مُتَّکِئٌ
اسم الفاعل ہے۔ آرام سے ٹیک لگا کر بیٹھنے والا۔ ﴿مُّتَّکِـِٕیۡنَ عَلَیۡہَا مُتَقٰبِلِیۡنَ ﴿۱۶﴾﴾ (56/الواقعہ:16) ''آرام سے ٹیک لگا کر بیٹھنے والے ان پر آمنے سامنے ہوتے ہوئے۔''

مُتَّکَاٌ
اسم المفعول ہے۔ ظرف کے طور پر آتا ہے۔ (۱) آرام سے ٹیک لگا کر بیٹھنے کی جگہ۔ پرتکلف مجلس۔ زیر مطالعہ آیت 31۔

ص ب و

(ن) **صُبُوًّا**
(۱) کسی کے لئے مشتاق ہونا۔ کسی کی طرف مائل ہونا۔ زیر مطالعہ آیت 33۔
(۲) بچپن کی طرف مائل ہونا۔ نابالغ ہونا۔

صَبِیٌّ
فَعِیۡلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ بچوں کی خصلت والا یعنی بچہ۔ نابالغ لڑکا۔ ﴿وَ اٰتَیۡنٰہُ الۡحُکۡمَ صَبِیًّا ﴿۱۲﴾﴾ (19/مریم:12) ''اور ہم نے دی ان کو حکمت لڑکپن میں۔''

ترکیب

(آیت۔30) نِسۡوَۃٌ عاقل کی جمع مکسر ہے۔ اس کے لئے قَالَتۡ اور قَالَ دونوں جائز ہیں۔ شَغَفَہَا کا فاعل اس میں شامل ہُوَ کی ضمیر ہے جو فَتٰی کے لئے ہے۔ ھَا کی ضمیر مفعولی اِمۡرَاَتُ الۡعَزِیۡزِ کے لئے ہے جب کہ حُبًّا تمیز ہے۔ (آیت۔32) لَیَکُوۡنًا دراصل نون خفیفہ کے ساتھ لَیَکُوۡنَنۡ ہے۔ اس کو تنوین سے لکھنا قرآن کا املا ہے۔ (آیت۔33) وَ اِلَّا دراصل وَ اِنۡ لَا ہے۔ اور اَصۡبُ مضارع میں واحد متکلم اَصۡبُوۡ تھا۔ جواب شرط ہونے کی وجہ سے مضارع مجزوم ہوا تو واو گر گئی۔

ترجمہ

وَقَالَ	نِسۡوَۃٌ	فِی الۡمَدِیۡنَۃِ	امۡرَاَتُ الۡعَزِیۡزِ	تُرَاوِدُ	فَتٰىہَا
اور کہا	کچھ عورتوں نے	اُس شہر میں	(کہ) عزیز کی عورت	پھسلاتی ہے	اپنے نوعمر خادم کو

عَنۡ نَّفۡسِہٖ ج	قَدۡ شَغَفَہَا	حُبًّا ط	اِنَّا	لَنَرٰىہَا
اپنے نفس (کو تھامنے) سے	وہ دل پر چھا گیا ہے اس کے	بلحاظ محبت کے	بیشک ہم	ضرور دیکھتی ہیں اس کو

فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۳۰﴾	فَلَمَّا	سَمِعَتۡ	بِمَکۡرِہِنَّ	اَرۡسَلَتۡ
ایک کھلی گمراہی میں	پھر جب	اس عورت نے سنا	ان عورتوں کے مکر کے بارے میں	تو اس نے پیامبر بھیجا

اِلَیۡہِنَّ	وَ اَعۡتَدَتۡ	لَہُنَّ	مُتَّکَاً	وَّ اٰتَتۡ	کُلَّ وَاحِدَۃٍ	مِّنۡہُنَّ
ان عورتوں کی طرف	اور اس نے تیار کی	ان کے لئے	ایک مجلس	اور اس نے دی	ہر ایک کو	ان میں سے

سِکِّیۡنًا	وَّ قَالَتِ	اخۡرُجۡ	عَلَیۡہِنَّ ج	فَلَمَّا	رَاَیۡنَہٗۤ	اَکۡبَرۡنَہٗ
ایک چھری	اور اس نے کہا	تو نکل	ان پر	پھر جب	عورتوں نے دیکھا ان کو	تو وہ ششدر رہ گئیں ان پر

وَقَطَّعْنَ	اَيْدِيَهُنَّ	وَقُلْنَ	حَاشَ لِلّٰهِ	مَا	هٰذَا	بَشَرًا ط
اور انہوں نے کاٹ ڈالا	اپنے ہاتھوں کو	اور انہوں نے کہا	پاکیزگی اللہ کی ہے	نہیں ہے	یہ	کوئی بشر

اِنْ	هٰذَآ	اِلَّا	مَلَكٌ كَرِيْمٌ ﴿٣١﴾	قَالَتْ	فَذٰلِكُنَّ	الَّذِيْ	لُمْتُنَّنِيْ
نہیں ہے	یہ	مگر	کوئی بزرگ فرشتہ	اس نے کہا	تو یہ ہے	وہ	تم لوگوں نے ملامت کی مجھ پر

فِيْهِ ط	وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ	عَنْ نَّفْسِهٖ	فَاسْتَعْصَمَ ط
جس (کے بارے) میں	اور بیشک میں نے پھسلایا ہے اس کو	اپنے نفس کو (تھامنے سے)	تو وہ باز رہا

وَلَئِنْ	لَّمْ يَفْعَلْ	مَآ	اٰمُرُهٗ	لَيُسْجَنَنَّ	وَلَيَكُوْنًا
اور بیشک اگر	اس نے نہ کیا	وہ جو	میں نے کہا اس کو	تو وہ لازماً قید کیا جائے گا	اور وہ لازماً ہوگا
مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿٣٢﴾	قَالَ	رَبِّ	السِّجْنُ	اَحَبُّ	اِلَيَّ
حقیر ہونے والوں میں سے	انہوںؑ نے کہا	اے میرے رب	قید خانہ	زیادہ پسندیدہ ہے	میرے لیے
مِمَّا	يَدْعُوْنَنِيْٓ	اِلَيْهِ ج	وَاِلَّا تَصْرِفْ	عَنِّيْ	كَيْدَهُنَّ
اس سے	یہ عورتیں بلاتی ہیں مجھ کو	جس کی طرف	اور اگر تو نے نہ پھیرا	مجھ سے	ان کی چالبازی کو
اَصْبُ	اِلَيْهِنَّ	وَاَكُنْ	مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿٣٣﴾	فَاسْتَجَابَ	لَهٗ
تو میں جھک جاؤں گا	ان عورتوں کی طرف	اور میں ہوجاؤں گا	جاہلوں میں سے	تو قبول کی	انؑ کی بات
رَبُّهٗ	فَصَرَفَ	عَنْهُ	كَيْدَهُنَّ ط	اِنَّهٗ	هُوَ السَّمِيْعُ
انؑ کے رب نے	پس اس نے پھیر دیا	انؑ سے	ان عورتوں کو چالبازی کو	بیشک وہ	ہی سننے والا ہے
الْعَلِيْمُ ﴿٣٤﴾	ثُمَّ	بَدَا	لَهُمْ	مِّنْۢ بَعْدِ مَا	رَاَوُا
جاننے والا ہے	پھر	آشکارا ہوا	ان لوگوں کے لئے	اس کے بعد (بھی کہ) جو	ان لوگوں نے دیکھا

الْاٰيٰتِ	لَيَسْجُنُنَّهٗ	حَتّٰى حِيْنٍ ﴿٣٥﴾ ع
نشانیوں کو (یعنی یوسفؑ کی بیگناہی کے ثبوتوں کو)	کہ وہ لازماً قید میں رکھیں گے انؑ کو	ایک مدت تک

نوٹ۔1

آیت۔33۔ میں حکام مصر کی خواتین کے لئے يَدْعُوْنَنِيْ، كَيْدَهُنَّ اور اِلَيْهِنَّ میں جمع کے صیغے آئے ہیں۔ پھر آیت۔ 35 میں حکام مصر کے لئے لَهُمْ اور رَاَوُا میں جمع کے صیغے آئے ہیں۔ اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ آیت۔ 31 میں دیئے گئے واقعہ کے بعد دوسری خواتین بھی حضرت یوسفؑ کے پیچھے پڑگئیں۔ انہیں بہلانا پھسلانا شروع کردیا اور لوگوں میں اس بات کا چرچا پھیل گیا۔ اس صورتحال سے حکام مصر پریشان ہوگئے اور اپنی خواتین کو کنٹرول کرنے سے زیادہ آسان راستہ انہیں یہ نظر آیا کہ بے گناہی کا یقین ہونے کے باوجود یوسفؑ کو کچھ عرصہ کے لئے جیل بھیج دیا جائے۔

آیت نمبر (36 تا 42)

ترکیب

(آیت 38) مِلَّةَ کا مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے اٰبَاءِ حالت جر میں ہے اور اس کا بدل ہونے کی وجہ سے اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ حالت جر میں ہیں۔ (آیت۔39) صَاحِبَانِ کو حرف ندا نے نصب دی تو صَاحِبَيْنِ ہوا اور مضاف ہونے کی وجہ سے يٰصَاحِبَىِ ہوا۔ پھر آگے ملانے کے لئے یا کو کسرہ دی گئی۔ (آیت۔42) بِضْعَ ظرف ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے اور سِنِيْنَ تمیز ہے۔

ترجمہ

وَدَخَلَ	مَعَهُ	السِّجْنَ	فَتَيٰنِ ط	قَالَ	اَحَدُهُمَآ	اِنِّيْٓ
اور داخل ہوئے	انؑ کے ساتھ	قید خانہ میں	دو نوجوان	کہا	دونوں میں سے ایک نے	کہ میں

اَرٰىنِيْٓ	اَعْصِرُ	خَمْرًا ج	وَقَالَ	الْاٰخَرُ	اِنِّيْٓ	اَرٰىنِيْٓ
دیکھتا ہوں خود کو	(کہ) میں نچوڑتا ہوں	شراب	اور کہا	دوسرے نے	کہ میں	دیکھتا ہوں خود کو

اَحْمِلُ	فَوْقَ رَاْسِيْ	خُبْزًا	تَاْكُلُ	الطَّيْرُ	مِنْهُ ط	نَبِّئْنَا
(کہ) میں اٹھاتا ہوں	اپنے سر کے اوپر	کچھ روٹی	کھاتے ہیں	پرندے	اس میں سے	تو خبر دے ہم کو

بِتَاْوِيْلِهٖ ج	اِنَّا	نَرٰىكَ	مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٣٦﴾	قَالَ
اس کے انجام (یعنی تعبیر) کی	بیشک ہم	دیکھتے ہیں تجھ کو	بزرگوں میں سے	انہوںؑ نے کہا

لَا يَاْتِيْكُمَا	طَعَامٌ	تُرْزَقٰنِهٖٓ	اِلَّا	نَبَّاْتُكُمَا
نہیں آئے گا تم دونوں کے پاس	وہ کھانا	جو تم دونوں کو دیا جاتا ہے	مگر (یہ) کہ	میں بتا دوں گا تم دونوں کو

بِتَاْوِيْلِهٖ	قَبْلَ	اَنْ	يَّاْتِيَكُمَا ط	ذٰلِكُمَا	مِمَّا	عَلَّمَنِيْ
اس کی تعبیر	اس سے پہلے	کہ	وہ آئے تمہارے پاس	یہ	اس میں سے ہے جس کا	علم دیا مجھ کو

رَبِّيْ ط	اِنِّيْ	تَرَكْتُ	مِلَّةَ قَوْمٍ	لَّا يُؤْمِنُوْنَ	بِاللّٰهِ	وَهُمْ
میرے رب نے	بیشک میں نے	چھوڑا	اس قوم کے مذہب کو	جو ایمان نہیں لاتے	اللہ پر	اور وہ لوگ

بِالْاٰخِرَةِ	هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿٣٧﴾	وَاتَّبَعْتُ	مِلَّةَ اٰبَآءِيْٓ
آخرت کا	ہی انکار کرنے والے ہیں	اور میں نے پیروی کی	اپنے آباء اجداد کے دین کی

اِبْرٰهِيْمَ	وَاِسْحٰقَ	وَيَعْقُوْبَ ط	مَا كَانَ	لَنَآ	اَنْ	نُّشْرِكَ
جو ابراہیم کا ہے	اور اسحاقؑ کا ہے	اور یعقوب کا ہے	نہیں ہے	ہمارے لئے	کہ	ہم شریک کریں

بِاللّٰهِ	مِنْ شَيْءٍ ط	ذٰلِكَ	مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ	عَلَيْنَا	وَعَلَى النَّاسِ	وَلٰكِنَّ
اللہ کے ساتھ	کسی بھی چیز کو	یہ	اللہ کے فضل میں سے ہے	ہم پر	اور لوگوں پر	اور لیکن

اَكۡثَرَ النَّاسِ	لَا يَشۡكُرُوۡنَ ۝٣٨	يٰصَاحِبَيِ السِّجۡنِ	ءَ	اَرۡبَابٌ مُّتَفَرِّقُوۡنَ
لوگوں کی اکثریت	شکر نہیں کرتی	اے جیل کے دونوں ساتھیو	کیا	الگ الگ کئی پرورش کرنے والے

خَيۡرٌ	اَمِ	اللّٰهُ الۡوَاحِدُ	الۡقَهَّارُ ؕ ۝٣٩	مَا تَعۡبُدُوۡنَ	مِنۡ دُوۡنِهٖۤ
بہتر ہیں	یا	واحد اللہ	جو پوری طرح غالب ہے	تم لوگ بندگی نہیں کرتے	اس کے علاوہ (کسی کی)

اِلَّاۤ	اَسۡمَآءً	سَمَّيۡتُمُوۡهَاۤ	اَنۡتُمۡ	وَ اٰبَآؤُكُمۡ	مَّاۤ اَنۡزَلَ
مگر	کچھ ایسے ناموں کی	تم لوگوں نے نام رکھے جن کے	تم نے	اور تمہارے آباء واجداد نے	نہیں اتاری

اللّٰهُ	بِهَا	مِنۡ سُلۡطٰنٍ ؕ	اِنِ	الۡحُكۡمُ	اِلَّا	لِلّٰهِ ؕ	اَمَرَ	اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا
اللہ نے	جس کی	کوئی بھی سند	نہیں ہے	فیصلے کا اختیار	مگر	اللہ کا	اس نے حکم دیا	کہ بندگی مت کرو

اِلَّاۤ	اِيَّاهُ ؕ	ذٰلِكَ	الدِّيۡنُ الۡقَيِّمُ	وَلٰكِنَّ	اَكۡثَرَ النَّاسِ	لَا يَعۡلَمُوۡنَ ۝٤٠
مگر	اس کی ہی	یہ	ہی سیدھا دین ہے	اور لیکن	لوگوں کی اکثریت	علم نہیں رکھتی

يٰصَاحِبَيِ السِّجۡنِ	اَمَّاۤ	اَحَدُكُمَا	فَيَسۡقِىۡ	رَبَّهٗ	خَمۡرًا ۚ	وَ اَمَّا
ایک جیل کے دونوں ساتھیو	وہ جو	تم دونوں میں سے ایک	تو وہ پلائے گا	اپنے آقا کو	شراب	اور وہ جو

الۡاٰخَرُ	فَيُصۡلَبُ	فَتَاۡكُلُ	الطَّيۡرُ	مِنۡ رَّاۡسِهٖ ؕ	قُضِىَ	الۡاَمۡرُ
دوسرا ہے	تو وہ پھانسی دیا جائے گا	پھر کھائیں گے	پرندے	اس کے سر میں سے	فیصلہ کیا گیا	کام کا

الَّذِىۡ	فِيۡهِ	تَسۡتَفۡتِيٰنِ ؕ ۝٤١	وَقَالَ	لِلَّذِىۡ	ظَنَّ
وہ	جس کے بارے میں	تم دونوں پوچھتے ہو	اور انہوںؑ نے کہا	اس سے جس کے لئے	انہوںؑ نے گمان کیا
اَنَّهٗ	نَاجٍ	مِّنۡهُمَا	اذۡكُرۡنِىۡ	عِنۡدَ رَبِّكَ ۡ	فَاَنۡسٰىهُ
کہ وہ	نجات پانے والا ہے	دونوں میں سے	تم ذکر کرنا میرا	اپنے آقا کے پاس	تو بھلا دیا اس کو
الشَّيۡطٰنُ	ذِكۡرَ رَبِّهٖ	فَلَبِثَ	فِى السِّجۡنِ	بِضۡعَ	سِنِيۡنَ ؕ ۝٤٢
شیطان نے	اپنے آقا سے ذکر کرنے کو	تو وہ رہے	جیل میں	چند	سالوں (تک)

نوٹ۔1

خواب کی تعبیر بتانے سے پہلے آیات ۳۷ تا ۴۰ میں جو حضرت یوسفؑ کی تقریر دی ہے وہ اس پورے قصے کی جان ہے اور خود قرآن میں توحید کی بہترین تقریروں میں سے ہے۔ بائبل اور تلمود میں کہیں اس کا اشارہ تک نہیں ہے۔ وہ حضرت یوسفؑ کو محض ایک دانشمند اور پرہیز گار آدمی کی حیثیت سے پیش کرتی ہیں، مگر قرآن نہ صرف ان کی سیرت کے ان پہلوؤں کو زیادہ روشن کر کے پیش کرتا ہے، بلکہ یہ بھی بتاتا ہے کہ وہ ایک پیغمبرانہ مشن رکھتے تھے۔ اور اس کی دعوت کا کام انہوں نے قید میں ہی شروع کر دیا تھا۔ پھر حضرت یوسفؑ نے جس طرح اپنی تبلیغ کے لئے موقع نکالا اس میں ہم کو حکمت تبلیغ کا ایک سبق ملتا ہے۔ دو آدمی اپنے خواب کی تعبیر پوچھتے ہیں۔ جواب

میں آپؑ فرماتے ہیں کہ تعبیر تو میں تمہیں ضرور بتاؤں گا مگر پہلے یہ سن لو کہ یہ علم مجھے کہاں سے ملا ہے۔ یہ ان علوم میں سے ہے جو میرے رب نے مجھے دیا ہے۔ اس طرح ان کی بات میں سے اپنی بات کہنے کا موقع نکال کر آپؑ ان کے سامنے اپنا دین پیش کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ اگر کسی کے دل میں تبلیغ حق کی دھن سمائی ہو اور وہ حکمت بھی رکھتا ہو تو کیسی خوبصورتی کے ساتھ وہ گفتگو کا رخ اپنی دعوت کی طرف پھیر سکتا ہے۔ البتہ بہت فرق ہے حکیم کی موقع شناسی میں اور ایک ناداں مبلغ کی بھونڈی تبلیغ میں جو موقع محل کا لحاظ کئے بغیر لوگوں کے کانوں میں اپنی دعوت ٹھونسنے کی کوشش کرتا ہے اور پھر لیکچر پن اور جھگڑالو پن سے انہیں الٹا متنفر کر کے چھوڑتا ہے۔ (تفہیم القرآن سے ماخوذ)

آیت نمبر (43 تا 49)

س م ن

(س)	سِمَنًا	موٹا ہونا۔ فربہ ہونا۔
	سَمِیْنٌ	ج سِمَانٌ۔ فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ موٹا۔ فربہ۔ زیر مطالعہ آیت۔ 43
(افعال)	اِسْمَانًا	موٹا کرنا۔ ﴿لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِىْ مِنْ جُوْعٍ ؕ﴾ (88/ الغاشیہ: 7) ''وہ نہ موٹا کرے اور نہ ہی بے نیاز کرے بھوک سے۔''

ع ج ف

(س)	عَجَفًا	دبلا ہونا۔ پتلا یا باریک ہونا۔
	عَجِفٌ	ج عِجَافٌ۔ صفت ہے۔ دبلا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 43۔

غ ی ث

(ض)	غَیْثًا	بارش برسانا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 39۔
	غَیْثٌ	اسم ذات بھی ہے۔ بارش۔ ﴿وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ﴾ (31/ لقمان: 34) ''اور وہ اتارتا ہے بارش کو۔''

ض غ ث

(ف)	ضَغْثًا	(۱) بات کو خلط ملط کرنا۔ (۲) سوکھی اور ہری گھاس کو ملانا۔
	ضِغْثٌ	ج اَضْغَاثٌ (۱) پراگندہ خیالات۔ زیر مطالعہ آیت۔ 44۔ (۲) سوکھی اور ہری گھاس کا مٹھا۔ ﴿وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا﴾ (38/ صٓ: 44) ''اور آپؑ پکڑیں ایک مٹھی گھاس۔''

ترجمہ

وَقَالَ	الْمَلِكُ	اِنِّىْٓ	اَرٰى	سَبْعَ	بَقَرٰتٍ سِمَانٍ	يَّاْكُلُهُنَّ
اور کہا	اُس بادشاہ نے	کہ میں	دیکھتا ہوں (خواب میں)	سات	موٹی گائیں	کھاتی ہیں ان کو

سَبْعٌ	عِجَافٌ	وَّسَبْعَ	سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ	وَّاُخَرَ	يٰبِسٰتٍ ؕ	يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ
سات	دبلی (گائیں)	اور سات	سبز خوشے	اور دوسرے	سوکھے	اے سردارو

اَفۡتُوۡنِیۡ	فِیۡ رُءۡيَایَ	اِنۡ	كُنۡتُمۡ	لِلرُّءۡيَا	تَعۡبُرُوۡنَ ﴿٤٣﴾	قَالُوۡۤا
تم لوگ بتاؤ مجھ کو	میرے خواب (کے بارے) میں	اگر	تم لوگ	خواب کی	تعبیر بتاتے ہو	انہوں نے کہا

اَضۡغَاثُ اَحۡلَامٍ ۚ	وَمَا نَحۡنُ	بِتَاۡوِيۡلِ الۡاَحۡلَامِ	بِعٰلِمِيۡنَ ﴿٤٤﴾	وَقَالَ
یہ خیالی خواب ہیں	اور ہم نہیں ہیں	ایسے خوابوں کی تعبیر کے	جاننے والے	اور کہا

الَّذِیۡ	نَجَا	مِنۡهُمَا	وَادَّكَرَ	بَعۡدَ اُمَّةٍ	اَنَا	اُنَبِّئُكُمۡ
اس نے جس نے	نجات پائی	ان دونوں میں سے	اور اس نے یاد کیا	ایک مدت کے بعد	میں	خبر دوں گا تم لوگوں کو

بِتَاۡوِيۡلِهٖ	فَاَرۡسِلُوۡنِ ﴿٤٥﴾	يُوۡسُفُ	اَيُّهَا الصِّدِّيۡقُ	اَفۡتِنَا	فِیۡ سَبۡعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ
اس کی تعبیر کی	پس تم لوگ بھیجو مجھ کو	یوسف	اے سچے	آپ بتائیں ہم کو	سات موٹی گائیوں (کے بارے) میں

يَّاۡكُلُهُنَّ	سَبۡعٌ عِجَافٌ	وَّسَبۡعِ سُنۡۢبُلٰتٍ خُضۡرٍ	وَّاُخَرَ	يٰبِسٰتٍ ۙ
کھاتی ہیں ان کو	سات دبلی (گائیں)	اور سات سبز خوشوں (کے بارے میں)	اور دوسرے	سوکھے

لَّعَلِّیۡۤ	اَرۡجِعُ	اِلَی النَّاسِ	لَعَلَّهُمۡ	يَعۡلَمُوۡنَ ﴿٤٦﴾	قَالَ	تَزۡرَعُوۡنَ
شائد میں	لوٹوں	لوگوں کی طرف	شائد وہ لوگ	جان لیں	انہوںؑ نے کہا	تم لوگ کھیتی اگاؤ گے

سَبۡعَ سِنِيۡنَ	دَاَبًا ۚ	فَمَا	حَصَدۡتُّمۡ	فَذَرُوۡهُ	فِیۡ سُنۡۢبُلِهٖۤ	اِلَّا	قَلِيۡلًا	مِّمَّا
سات سال	لگاتار	پھر جو	تم لوگ کاٹو	تو چھوڑ دو اس کو	اس کے خوشے میں	مگر	تھوڑا سا	جن میں سے

تَاۡكُلُوۡنَ ﴿٤٧﴾	ثُمَّ	يَاۡتِیۡ	مِنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ	سَبۡعٌ شِدَادٌ	يَّاۡكُلۡنَ	مَا
تم لوگ کھاؤ گے	پھر	آئیں گے	اس کے بعد	سات شدید (سال)	وہ کھائیں گے	اس کو جو

قَدَّمۡتُمۡ	لَهُنَّ	اِلَّا	قَلِيۡلًا	مِّمَّا	تُحۡصِنُوۡنَ ﴿٤٨﴾
تم لوگوں نے آگے بھیجا (یعنی بچا رکھا)	ان (سالوں) کے لیے	مگر	تھوڑا سا	اس میں سے جو	تم لوگ محفوظ رکھو گے (بیج کے لئے)

ثُمَّ	يَاۡتِیۡ	مِنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ	عَامٌ	فِيۡهِ	يُغَاثُ
پھر	آئے گا	اس کے بعد	ایک ایسا سال	جس میں	بارش برسائی جائے گی

النَّاسُ	وَفِيۡهِ	يَعۡصِرُوۡنَ ﴿٤٩﴾ ؏
لوگوں پر	اور اس میں	وہ لوگ رس نچوڑیں گے

آیت نمبر (50 تا 57)

ب	و	ل

(ن) بَوۡلًا اندر کی چیز کو باہر نکالنا۔ جیسے بلغم تھوکنا، ناک صاف کرنا وغیرہ۔

بَالٌ — (۱) دل میں چھپی ہوئی بات۔ حقیقت۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۵۰۔ (۲) ظاہری حالت۔ حال۔
﴿سَیَهْدِیْهِمْ وَیُصْلِحُ بَالَهُمْ﴾ (47/ محمد: 5) ''وہ ہدایت دے گا ان کو اور اصلاح کرے گا ان کے حال کی۔''

ح ص ح ص

(رباعی)

حَصْحَصَةً — پوشیدہ بات کا ظاہر ہونا۔ سامنے آنا۔ زیر مطالعہ آیت 51۔

ترکیب

(آیت۔ 51) ما مبتدا خَطْبُكُنَّ خبر ہے، لیکن اِذْ کی وجہ سے اس جملہ اسمیہ کا ترجمہ ماضی میں ہوگا۔ (آیت۔ 52)۔ لِیَعْلَمَ کی ضمیر فاعلی عزیز مصر کے لئے ہے۔ اور اَنِّیْ کی ضمیر متکلم حضرت یوسفؑ کے لئے ہے۔ (آیت۔ 53) اِلَّا مَا رَحِمَ میں جو مَا ہے، اس کے لئے حافظ احمد یار صاحب مرحوم کی ترجیح یہ ہے کہ اس کو مَا ظرفیہ مانا جائے جیسے مَادَامَ میں ہے۔

ترجمہ

وَقَالَ	الْمَلِكُ	ائْتُوْنِیْ	بِهٖ	فَلَمَّا	جَآءَهُ	الرَّسُوْلُ	قَالَ
اور کہا	اس بادشاہ نے	تم لوگ لاؤ میرے پاس	اس کو	پھر جب	آیا ان کے پاس	پیغام لانے والا	تو انہوں نے کہا

ارْجِعْ	اِلٰی رَبِّكَ	فَسْئَلْهُ	مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِیْ	قَطَّعْنَ	اَیْدِیَهُنَّ
تو واپس جا	اپنے آقا کی طرف	پھر پوچھ اس سے	ان عورتوں کی کیا حقیقت ہے جنہوں نے	کاٹا	اپنے ہاتھوں کو

اِنَّ	رَبِّیْ	بِكَیْدِهِنَّ	عَلِیْمٌ ۵۰	قَالَ	مَا	خَطْبُكُنَّ
بیشک	میرا رب	ان عورتوں کی چال بازی کو	جاننے والا ہے	(بادشاہ نے) کہا	کیا	تم عورتوں کی حقیقت ہے

اِذْ	رَاوَدْتُّنَّ	یُوْسُفَ	عَنْ نَّفْسِهٖ	قُلْنَ	حَاشَ لِلّٰهِ	مَا عَلِمْنَا
جب	تم عورتوں نے پھسلایا	یوسف کو	اس کے نفس سے	انہوں نے کہا	پاکیزگی اللہ کی ہے	ہم نے نہیں جانی

عَلَیْهِ	مِنْ سُوْٓءٍ	قَالَتِ	امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ	الْئٰنَ	حَصْحَصَ	الْحَقُّ	اَنَا
اس کے بارے میں	کوئی بھی برائی	کہا	عزیز کی عورت نے	اب	سامنے آگیا	حق	میں نے

رَاوَدْتُّهٗ	عَنْ نَّفْسِهٖ	وَاِنَّهٗ	لَمِنَ	الصّٰدِقِیْنَ ۵۱	ذٰلِكَ
پھسلایا اس کو	اس کے نفس سے	اور بیشک وہ	یقیناً	سچ کہنے والوں سے ہے	یہ (اس لئے) ہے

لِیَعْلَمَ	اَنِّیْ	لَمْ اَخُنْهُ	بِالْغَیْبِ	وَاَنَّ	اللّٰهَ
تا کہ وہ (عزیز مصر) جان لے	کہ میں (یوسفؑ) نے	اس کی خیانت نہیں کی	پوشیدگی میں	اور یہ کہ	اللہ

لَا یَهْدِیْ	كَیْدَ الْخَآئِنِیْنَ	وَمَآ اُبَرِّئُ	نَفْسِیْ	اِنَّ	النَّفْسَ
منزل تک نہیں پہنچاتا	خیانت کرنے والوں کی چالبازی کو	اور میں بری نہیں کرتا	اپنے نفس کو	بیشک	نفس

لَاَمَّارَةٌ	بِالسُّوْٓءِ	اِلَّا	مَا	رَحِمَ	رَبِّیْ	اِنَّ	رَبِّیْ	غَفُوْرٌ	رَّحِیْمٌ ۵۳
یقیناً بار بار اکسانے والا ہے	برائی پر	مگر	جب	رحم کرے	میرا رب	بیشک	میرا رب	بخشنے والا ہے	رحم کرنے والا

وَقَالَ	الْمَلِكُ	ائْتُوْنِيْ	بِهٖٓ	اَسْتَخْلِصْهُ	لِنَفْسِيْ	فَلَمَّا
اور کہا	اس بادشاہ نے	لاؤ میرے پاس	اس کو	میں چن لوں گا اس کو	اپنے لئے	پھر جب
كَلَّمَهٗ	قَالَ	اِنَّكَ	الْيَوْمَ	لَدَيْنَا	مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ ﴿۵۴﴾	قَالَ
اس نے بات کی ان سے	تو اس نے کہا	بیشک تو	آج سے	ہمارے پاس	ایک امانتدار معزز ہے	انہوں نے کہا

اجْعَلْنِيْ	عَلٰي خَزَاۗىِٕنِ الْاَرْضِ	اِنِّيْ	حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۵﴾	وَكَذٰلِكَ
تو بنادے مجھ کو	زمین کے خزانوں پر (وزیر)	بیشک میں	علم رکھنے والا نگران ہوں	اس طرح

مَكَّنَّا	لِيُوْسُفَ	فِي الْاَرْضِ	يَتَبَوَّاُ	مِنْهَا	حَيْثُ
ہم نے اختیار دیا	یوسفؑ کو	اس سرزمین میں	(کہ) وہ اقامت اختیار کریں	اُس میں سے	جہاں

يَشَاۗءُ	نُصِيْبُ	بِرَحْمَتِنَا	مَنْ	نَّشَاۗءُ	وَلَا نُضِيْعُ	اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۶﴾
وہ چاہیں	ہم پہنچاتے ہیں	اپنی رحمت کو	اسے جسے	ہم چاہتے ہیں	اور ہم ضائع نہیں کرتے	خوب کاروں کے اجر کو

وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ	خَيْرٌ	لِّلَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۷﴾
اور یقینا آخرت کا اجر	بہتر ہے	ان کے لئے جو	ایمان لائے	اور تقویٰ کرتے رہے

نوٹ۔1

آیت نمبر ۵۰ تک جو کچھ قرآن نے بیان کیا ہے اس کا کوئی ذکر بائبل اور تلمود میں نہیں ہے، حالانکہ وہ اس قصہ کا ایک بڑا ہی اہم باب ہے۔ بائبل کا بیان ہے کہ بادشاہ کی طلبی پر حضرت یوسفؑ فوراً چلنے کو تیار ہو گئے۔ تلمود اس سے بھی زیادہ گھٹیا صورت میں اس واقعے کو پیش کرتی ہے، اس کا بیان ہے کہ بادشاہ نے اپنے کارندوں کو حکم دیا کہ یوسفؑ کو میرے حضور پیش کرو۔ چنانچہ شاہی کارندوں نے یوسفؑ کو قید سے نکالا حجامت بنوائی، کپڑے بدلوائے اور دربار میں لا کر پیش کر دیا، وہاں زر و جواہر کی چمک دمک اور دربار کی شان دیکھ کر یوسفؑ ہکا بکا رہ گیا۔ شاہی تخت کی سات سیڑھیاں تھیں۔ قاعدہ یہ تھا کہ جب کوئی معزز آدمی بادشاہ سے کچھ عرض کرنا چاہتا تھا تو وہ چھ سیڑھیاں چڑھ کر اوپر جاتا اور بادشاہ سے ہم کلام ہوتا۔ اور ادنیٰ طبقہ کا کوئی آدمی بلایا جاتا تو وہ نیچے کھڑا رہتا اور بادشاہ تیسری سیڑھی تک اتر کر اس سے بات کرتا۔ یوسفؑ اس قاعدے کے مطابق نیچے کھڑا ہوا اور زمین بوس ہو کر اس نے بادشاہ کو سلامی دی اور بادشاہ نے تیسری سیڑھی تک اتر کر اس سے گفتگو کی۔ اس تصویر میں بنی اسرائیل نے اپنے پیغمبر کو جتنا گرا کر پیش کیا ہے اس کو نگاہ میں رکھئے اور پھر دیکھئے کہ قرآن ان کی قید سے نکلنے اور بادشاہ سے ملنے کا واقعہ کس شان کے ساتھ پیش کرتا ہے۔ اب یہ فیصلہ کرنا ہر صاحب نظر کا اپنا کام ہے کہ ان دونوں تصویروں میں سے کون سی تصویر پیغمبری کے مرتبے سے زیادہ مناسبت رکھتی ہے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (58 تا 64)

ج ھ ز

(ف) جَهْزًا کسی ادھورے کام کو پورا کرنا جیسے زخمی کو مار کر اس کا کام تمام کر دینا۔

	جَهَازٌ	کسی کی ضرورت پوری کرنے والا سامان۔ زیر مطالعہ آیت۔ 59
(تفعیل)	تَجْهِيْزًا	کسی کے لئے ضرورت کا سامان مہیا کرنا۔ تیار کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 59۔

ر ح ل

(ف)	رَحْلًا	(۱) اونٹ یا گھوڑے کی پیٹھ پر کجاوہ باندھنا۔ (۲) سفر کرنا۔
	رَحْلٌ	ج رِحَالٌ۔ سامان رکھنے کا تھیلا یا بوری وغیرہ۔ زیر مطالعہ آیت 62۔
	رِحْلَةٌ	کوچ۔ سفر۔ ﴿رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ﴾ (106/القریش:2) ''جاڑے اور گرمی کا سفر۔''

ترکیب

(آیت۔63) نَكْتَلْ۔ باب افتعال کا مضارع مجزوم ہے جو فعل امر اَرْسِلْ کا جواب امر ہونے کی وجہ سے مجزوم ہوا ہے۔

ترجمہ

وَجَآءَ	اِخْوَةُ يُوْسُفَ	فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ	فَعَرَفَهُمْ
اور آئے	یوسف کے بھائی	پھر وہ لوگ داخل ہوئے ان پر (یعنی حاضر ہوئے)	تو انہوں نے پہچانا ان لوگوں کو

وَهُمْ	لَهٗ	مُنْكِرُوْنَ ﴿٥٨﴾	وَلَمَّا	جَهَّزَهُمْ	بِجَهَازِهِمْ
اور وہ لوگ	ان کو	نہ پہچاننے والے تھے	اور جب	انہوں نے تیار کیا ان کے لئے	ان کی ضرورت کے سامان کو

قَالَ	ائْتُوْنِيْ	بِاَخٍ لَّكُمْ	مِّنْ اَبِيْكُمْ	اَ	لَا تَرَوْنَ	اَنِّيْٓ
تو انہوں نے کہا	تم لوگ آنا میرے پاس	اپنے اس بھائی کے ساتھ جو	تمہارے والد سے ہے	کیا	تم لوگ دیکھتے نہیں	کہ میں

اُوْفِي	الْكَيْلَ	وَاَنَا	خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ﴿٥٩﴾	فَاِنْ	لَّمْ تَاْتُوْنِيْ
پورا کرتا ہوں	پیمانہ بھرنے کو	اور میں	مہمان نوازی خوب کرتا ہوں	پھر اگر	تم نہ آئے میرے پاس

بِهٖ	فَلَا كَيْلَ	لَكُمْ	عِنْدِيْ	وَلَا تَقْرَبُوْنِ ﴿٦٠﴾	قَالُوْا
اس کے ساتھ	تو کوئی پیمانہ بھرنا نہیں ہے	تمہارے لئے	میرے پاس	اور تم لوگ قریب مت آنا میرے	ان لوگوں نے کہا

سَنُرَاوِدُ	عَنْهُ	اَبَاهُ	وَاِنَّا	لَفٰعِلُوْنَ ﴿٦١﴾	وَقَالَ
ہم پھسلائیں گے	اس کو (روکنے) سے	اس کے والد کو	اور بیشک ہم	(یہ) ضرور کرنے والے ہیں	اور انہوں نے کہا

لِفِتْيٰنِهِ	اجْعَلُوْا	بِضَاعَتَهُمْ	فِيْ رِحَالِهِمْ	لَعَلَّهُمْ
اپنے نوجوان خادموں سے	تم لوگ رکھ دو	ان کی پونجی کو	ان کی بوریوں میں	شائد وہ لوگ

يَعْرِفُوْنَهَآ	اِذَا	انْقَلَبُوْٓا	اِلٰٓى اَهْلِهِمْ	لَعَلَّهُمْ	يَرْجِعُوْنَ ﴿٦٢﴾	فَلَمَّا
پہچانیں اس کو	جب	وہ لوگ پلٹیں	اپنے گھر والوں کی طرف	شائد وہ لوگ	واپس آئیں	پھر جب

رَجَعُوْٓا	اِلٰٓى اَبِيْهِمْ	قَالُوْا	يٰٓاَبَانَا	مُنِعَ	مِنَّا	الْكَيْلُ	فَاَرْسِلْ
وہ لوگ واپس پہنچے	اپنے والد کے پاس	تو ان لوگوں نے کہا	اے ہمارے والد	روکا گیا	ہم سے	پیمانہ بھرنے کو	تو آپ بھیجیں

مَعَنَآ	اَخَانَا	نَكْتَلْ	وَاِنَّا	لَهٗ	لَحٰفِظُوْنَ ۝٦٣
ہمارے ساتھ	ہمارے بھائی کو	تو ہم اپنے لئے پیمانہ بھریں	اور بیشک ہم	اس کی	یقیناً حفاظت کرنے والے ہیں

قَالَ	هَلْ	اٰمَنُكُمْ	عَلَيْهِ	اِلَّا	كَمَآ	اَمِنْتُكُمْ
(یعقوبؑ نے) کہا	کیا	میں اعتبار کروں تم لوگوں کا	اس (بات) پر	سوائے اس کے کہ	جس طرح	میں نے اعتبار کیا تمہارا

عَلٰٓى اَخِيْهِ	مِنْ قَبْلُ	فَاللّٰهُ	خَيْرٌ	حٰفِظًا	وَّهُوَ
اس کے بھائی کے بارے میں	اس سے پہلے	پس اللہ	سب سے بہتر ہے	بطور حفاظت کرنے والے کے	اور وہ

اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝٦٤
رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے

نوٹ۔1

آیت ۵۹۔۶۰ کو سمجھنے کے لئے یہ بات ذہن میں رکھیں کہ قحط کے زمانے میں مصر میں غلہ کی ضابطہ بندی تھی اور ہر شخص ایک مقرر مقدار میں غلہ لے سکتا تھا۔ غلہ لینے کے لئے دس بھائی آئے تھے مگر وہ اپنے والد اور اپنے گیارہویں بھائی کا حصہ بھی مانگتے ہوں گے۔ اس پر حضرت یوسفؑ نے کہا ہوگا کہ تمہارے والد کے نہ آنے کا عذر تو معقول ہوسکتا ہے کہ وہ بہت بوڑھے اور نابینا ہیں مگر بھائی کے نہ آنے کا معقول سبب نہیں ہے۔ اس وقت تو ہم تمہاری زبان کا اعتبار کر کے پورا غلہ دے دیتے ہیں مگر آئندہ اگر تم اس کو ساتھ نہ لائے تو تمہارا اعتبار جاتا رہے گا اور تمہیں یہاں سے کوئی غلہ نہیں مل سکے گا۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ۔2

حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کی پونجی ان کے سامان میں رکھوادی تھی۔ اس کی کیا وجہ تھی۔ ابن کثیر نے اس کے کئی احتمال بیان کئے ہیں۔ ایک یہ کہ ان کو خیال آیا کہ شاید ان کے بھائیوں کے پاس اس نقد اور زیور کے سوا اور کچھ نہ ہو تو پھر دوبارہ غلہ لینے کے لئے نہیں آسکیں گے۔ دوسرے یہ کہ اپنے والد اور بھائیوں سے کھانے کی قیمت لینا گوارہ نہ ہو۔ اس لئے شاہی خزانہ میں اپنے پاس سے رقم جمع کر کے ان کی رقم واپس کردی۔ تیسرے یہ کہ وہ جانتے تھے کہ جب ان کی پونجی ان کو واپس ملے گی اور والد کو علم ہوگا تو وہ اللہ کے رسول ہیں۔ اُس پونجی کو مصری خزانے کی امانت سمجھ کر ضرور واپس بھیجیں گے۔ اس طرح بھائیوں کا واپس آنا یقینی ہوجائے گا۔ بہر حال حضرت یوسفؑ نے یہ انتظام اس لئے کیا کہ آئندہ بھی بھائیوں کے آنے کا سلسلہ جاری رہے اور اپنے سگے جھوٹے بھائی سے ملاقات بھی ہوجائے۔ (منقول از معارف القرآن)

آیت نمبر (65 تا 68)

م ی ر

(ض) مَيْرًا کسی کے لئے خوراک لانا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 65

ب ع ر

(س) بَعْرًا اونٹ کا چار سال یا نو سال کا ہونا۔

بَعِيْرٌ — اونٹ (مذکر و مونث دونوں کے لئے آتا ہے)۔زیر مطالعہ آیت۔65

ح	و	ج

(ن) **حَوْجًا** — ضرورت مند ہونا۔کسی چیز کی خواہش کرنا۔

حَاجَةٌ — ایسی ضرورت جس کی دل میں خواہش ہو۔(۱) ضرورت (۲) دلی خواہش۔زیر مطالعہ آیت۔68

ترکیب

(آیت 65) نَزْدَادُ دراصل مادہ ''ز ی د'' سے باب افتعال کے مضارع کا جمع متکلم کا صیغہ ہے۔جو اصل میں نَزْتَادُ تھا تاءِ افتعال کی ''ت'' کو دال سے بدل دیا گیا ہے۔(آیت۔67) بَنِيَّ در اصل بَنِيْنَ تھا۔مضاف ہونے کی وجہ سے نون گرا تو بَنِيْ باقی بچی۔اس پر مضاف الیہ یائے متکلم داخل ہوئی تو بَنِيَّ ہو گیا۔(آیت۔68) قَضٰهَا کی ضمیر فاعلی هُوَ کی ضمیر ہے جو یعقوبؑ کے لئے ہے اور هَا کی ضمیر مفعولی حَاجَةً کے لئے ہے۔

ترجمہ

وَلَمَّا	فَتَحُوْا	مَتَاعَهُمْ	وَجَدُوْا	بِضَاعَتَهُمْ	رُدَّتْ	اِلَيْهِمْ
اور جب	انہوں نے کھولا	اپنے سامان کو	تو انہوں نے پایا	اپنی پونجی کو	جو لوٹائی گئی	ان کی طرف

قَالُوْا	يٰۤاَبَانَا	مَا نَبْغِيْ	هٰذِهٖ	بِضَاعَتُنَا	رُدَّتْ	اِلَيْنَا
انہوں نے کہا	اے ہمارے باپ	ہم (اور) کیا چاہیں	یہ	ہماری پونجی ہے	جو لوٹائی گئی	ہماری طرف

وَنَمِيْرُ	اَهْلَنَا	وَنَحْفَظُ	اَخَانَا	وَنَزْدَادُ
اور ہم خوراک لائیں گے	اپنے گھر والوں کے لئے	اور ہم حفاظت کریں گے	اپنے بھائی کی	اور ہم زیادہ ہوں گے

كَيْلَ بَعِيْرٍ ؕ	ذٰلِكَ	كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ﴿٦٥﴾	قَالَ	لَنْ اُرْسِلَهٗ
ایک اونٹ کے پیمانے (بوجھ) کے لحاظ سے	یہ	آسان پیمانہ بھرنا ہے	انہوں نے کہا	میں ہرگز نہیں بھیجوں گا اس کو

مَعَكُمْ	حَتّٰى	تُؤْتُوْنِ	مَوْثِقًا	مِّنَ اللّٰهِ	لَتَاْتُنَّنِيْ
تم لوگوں کے ساتھ	یہاں تک کہ	تم لوگ دو مجھ کو	ایک پختہ وعدہ	اللہ سے	(کہ) تم لوگ لازماً آؤ گے میرے پاس

بِهٖۤ	اِلَّاۤ اَنْ	يُّحَاطَ	بِكُمْ ۚ	فَلَمَّاۤ	اٰتَوْهُ	مَوْثِقَهُمْ
اس کے ساتھ	سوائے اس کے کہ	گھیر لیا جائے	تم لوگوں کو	پھر جب	ان لوگوں نے دیا ان کو	اپنا پختہ وعدہ

قَالَ	اللّٰهُ	عَلٰى مَا	نَقُوْلُ	وَكِيْلٌ ﴿٦٦﴾	وَقَالَ	يٰبَنِيَّ
تو انہوں نے کہا	اللہ	اس پر جو	ہم کہتے ہیں	نگہبان ہے	اور انہوں نے کہا	اے میرے بیٹو

لَا تَدْخُلُوْا	مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ	وَّادْخُلُوْا	مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ
تم لوگ داخل مت ہونا	ایک دروازے سے	اور تم لوگ داخل ہونا	الگ الگ دروازوں سے

وَمَاۤ اُغْنِيْ	عَنْكُمْ	مِّنَ اللّٰهِ	مِنْ شَيْءٍ ؕ	اِنِ	الْحُكْمُ	اِلَّا	لِلّٰهِ ؕ
اور میں کام نہیں آؤں گا	تمہارے	اللہ سے	کسی بھی چیز سے	نہیں ہے	حکم دینا	مگر	اللہ کے لئے

عَلَيْهِ	تَوَكَّلْتُ ج	وَعَلَيْهِ	فَلْيَتَوَكَّلِ	الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿٦٧﴾	وَلَمَّا
اس پر ہی	میں نے بھروسہ کیا	اور اس پر ہی	پس چاہیے کہ بھروسہ کریں	بھروسہ کرنے والے	اور جب

دَخَلُوْا	مِنْ حَيْثُ	اَمَرَهُمْ	اَبُوْهُمْ ط	مَا كَانَ	يُغْنِيْ	عَنْهُمْ	مِّنَ اللّٰهِ
وہ داخل ہوئے	جہاں سے	حکم دیا ان کو	ان کے والد نے	تو وہ نہیں تھا (کہ)	کام آتا	ان کے	اللہ سے

مِنْ شَيْءٍ	اِلَّا	حَاجَةً	فِيْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ	قَضٰىهَا ط	وَاِنَّهٗ
کسی بھی چیز سے	مگر	ایک خواہش	یعقوبؑ کے جی میں	انہوں نے پورا کیا اس کو	اور بیشک وہ
لَذُوْ عِلْمٍ	لِّمَا	عَلَّمْنٰهُ	وَلٰكِنَّ	اَكْثَرَ النَّاسِ	لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٦٨﴾ ع
یقیناً صاحب علم تھے	اس کے جو	ہم نے علم دیا ان کو	اور لیکن	لوگوں کے اکثر	جانتے نہیں ہیں۔

نوٹ۔1

آیت۔ ۶۸ میں ہے کہ حضرت یعقوبؑ صاحب علم تھے اور یہ علم اللہ نے ان کو دیا تھا، لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تدبیر اور توکل کے درمیان اتنا ٹھیک اور صحیح توازن جو حضرت یعقوبؑ کے مذکورہ بالا اقوال میں پایا جاتا ہے۔ وہ در اصل اس علم حقیقت کا فیض ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا کیا تھا۔ ایک طرف وہ عالم اسباب کے قوانین کے مطابق تمام ایسی تدبیریں کرتے ہیں جو عقل و فکر اور تجربہ کی بنیاد پر اختیار کرنی ممکن تھیں۔ بیٹوں کا ان کا پہلا جرم یاد دلا کر تنبیہ کرتے ہیں، خدا کے نام پر عہد و پیمان لیتے ہیں اور وقت کے سیاسی حالات کے تحت تاکید کرتے ہیں کہ تم سب ایک دروازے سے داخل مت ہونا۔ مگر دوسری طرف بار بار اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں کہ کوئی انسانی تدبیر اللہ کی مشیت کو نافذ ہونے سے نہیں روک سکتی۔ اور اصل حفاظت اللہ کی حفاظت ہے اور بھروسہ اپنی تدبیروں پر نہیں بلکہ اللہ ہی کے فضل پر ہونا چاہیے۔

اپنی باتوں اور اپنے کاموں میں یہ صحیح توازن صرف وہی شخص قائم کر سکتا ہے جو حقیقت کا علم رکھتا ہو۔ جو یہ بھی جانتا ہو کہ دنیا کے ظاہری اسباب و عدل کے نظام کے پیچھے اصل کارفرما طاقت کون سی ہے اور اس کے ہوتے ہوئے اپنی سعی و عمل پر انسان کا بھروسہ کس قدر بے بنیاد ہے۔ یہی وہ بات ہے جس کو اکثر لوگ نہیں جانتے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (69 تا 76)

ع	ی	ر

(ض)

عَيْرًا — ادھر ادھر آنا جانا۔

عِيْرٌ — قافلہ۔ زیر مطالعہ آیت۔ 70

ف	ق	د

(ض) — فُقْدَانًا — (۱) کسی چیز کا گم ہو جانا۔ (۲) کسی چیز کو نہ پانا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 71۔

1069

(تفعّل)	تَفَقُّدًا	(۱) تلاش کرنا۔ (۲) کسی چیز کا جائزہ لینا کہ کچھ کم یا گم تو نہیں ہوا۔ ﴿وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ﴾ (27/النمل:20) ''اور اس نے جائزہ لیا پرندوں کا۔''

ص و ع

(ن)	صَوْغًا	کسی پیمانے سے ناپنا۔
	صُوَاعٌ	پینے کا پیالہ۔ زیر مطالعہ آیت۔ 72۔

و ع ی

(ض)	وَعْيًا	جمع کرنا۔ یاد رکھنا۔ ﴿لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّ تَعِيَهَا أُذُنٌ وَّاعِيَةٌ﴾ (69/الحاقۃ:12) ''(تا کہ ہم بنائیں اس کو تمہارے لئے ایک یاد دہانی اور تا کہ یاد رکھیں اس کو یاد رکھنے والے کان۔''
	وَاعِيَةٌ	اسم الفاعل وَاعٍ کا مونث ہے۔ یاد رکھنے والا۔ اور آیت۔ 69/12 دیکھیں۔
	وِعَاءٌ	ج اَوْعِيَةٌ۔ وہ چیز جس میں کوئی چیز جمع کی جائے۔ تھیلا۔ بوری وغیرہ۔ زیر مطالعہ آیت۔ 76۔
(افعال)	اِيْعَاءً	جمع کی ہوئی چیز کو محفوظ رکھنا۔ ﴿وَجَمَعَ فَاَوْعٰى﴾ (70/المعارج:18) ''اور اس نے جمع کیا پھر محفوظ رکھا۔''

ترجمہ

وَلَمَّا	دَخَلُوْا	عَلٰى يُوْسُفَ	اٰوٰٓى	اِلَيْهِ	اَخَاهُ
اور جب	وہ لوگ داخل (حاضر) ہوئے	یوسفؑ پر	تو انہوں نے جگہ دی	اپنے پاس	اپنے بھائی کو

قَالَ	اِنِّىْٓ اَنَا	اَخُوْكَ	فَلَا تَبْتَئِسْ	بِمَا
(پھر) انہوں نے کہا	کہ میں ہی	تمہارا بھائی ہوں	پس تم دل برداشتہ مت ہو	اس سے جو
كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۹﴾	فَلَمَّا	جَهَّزَهُمْ	بِجَهَازِهِمْ	جَعَلَ
یہ لوگ کرتے تھے	پھر جب	انہوں نے تیار کیا ان کے لئے	ان ضرورت کے سامان کو	تو انہوںؑ نے رکھا

السِّقَايَةَ	فِىْ رَحْلِ اَخِيْهِ	ثُمَّ	اَذَّنَ	مُؤَذِّنٌ	اَيَّتُهَا الْعِيْرُ
پینے کے پیالے کو	اپنے بھائی کے تھیلے میں	پھر	پکارا	ایک پکارنے والے نے	اے قافلے والو
اِنَّكُمْ	لَسٰرِقُوْنَ ﴿۷۰﴾	قَالُوْا	وَاَقْبَلُوْا	عَلَيْهِمْ	مَّاذَا
بیشک تم لوگ	یقیناً چوری کرنے والے ہو	ان لوگوں نے کہا	اور وہ لوگ سامنے ہوئے	ان کے	وہ کیا ہے جو
تَفْقِدُوْنَ ﴿۷۱﴾	قَالُوْا	نَفْقِدُ	صُوَاعَ الْمَلِكِ	وَلِمَنْ	جَآءَ بِهٖ
تم لوگ نہیں پاتے	ان لوگوں نے کہا	ہم نہیں پاتے	بادشاہ کا پینے کا پیالہ	اور اس کے لئے جو	لائے گا اس کو

حِمْلُ بَعِيْرٍ	وَّاَنَا	بِهٖ	زَعِيْمٌ ﴿۷۲﴾	قَالُوْا	تَاللّٰهِ	لَقَدْ عَلِمْتُمْ
ایک اونٹ کا بوجھ (انعام) ہے	اور میں	اس کا	ضامن ہوں	ان لوگوں نے کہا	اللہ کی قسم	بیشک تم لوگ جان چکے ہو

مَا جِئۡنَا	لِنُفۡسِدَ	فِی الۡاَرۡضِ	وَمَا كُنَّا	سٰرِقِيۡنَ ۝٧٣	قَالُوۡا	فَمَا
ہم نہیں آئے	فساد مچانے	زمین میں	اور ہم نہیں ہیں	چوری کرنے والے	ان لوگوں نے کہا	تو کیا

جَزَآؤُهٗۤ	اِنۡ	كُنۡتُمۡ	كٰذِبِيۡنَ ۝٧٤	قَالُوۡا	جَزَآؤُهٗ	مَنۡ	وُّجِدَ
اس کا بدلہ ہے	اگر	تم لوگ	جھوٹ کہنے والے ہو	ان لوگوں نے کہا	اس کا بدلہ	وہ ہے	وہ (پیالہ) پایا گیا

فِیۡ رَحۡلِهٖ	فَهُوَ	جَزَآؤُهٗ ؕ	كَذٰلِكَ	نَجۡزِی	الظّٰلِمِيۡنَ ۝٧٥
جس کے تھیلے میں	تو وہ ہی	اس کا بدلہ ہے	اس طرح	ہم بدلہ دیتے ہیں	ظلم کرنے والوں کو

فَبَدَاَ	بِاَوۡعِيَتِهِمۡ	قَبۡلَ وِعَآءِ اَخِيۡهِ	ثُمَّ	اسۡتَخۡرَجَهَا
توانہوںؑ نے ابتدا کی	ان لوگوں کے تھیلوں (کی تلاشی) سے	اپنے بھائی کے تھیلے سے پہلے	پھر	انہوںؑ نے نکالا اس (پیالے) کو

مِنۡ وِّعَآءِ اَخِيۡهِ ؕ	كَذٰلِكَ	كِدۡنَا	لِيُوۡسُفَ ؕ	مَا كَانَ
اپنے بھائی کے تھیلے سے	اس طرح	ہم نے (یعنی اللہ نے) خفیہ تدبیر کی	یوسفؑ کے لئے	(ممکن) نہیں تھا

لِيَاۡخُذَ	اَخَاهُ	فِیۡ دِيۡنِ الۡمَلِكِ	اِلَّاۤ اَنۡ	يَّشَآءَ	اللّٰهُ ؕ	نَرۡفَعُ
کہ وہؑ پکڑیں	اپنے بھائی کو	بادشاہ کے دستور میں	سوائے اس کے کہ (جو)	چاہے	اللہ	ہم بلند کرتے ہیں

دَرَجٰتٍ	مَّنۡ	نَّشَآءُ ؕ	وَفَوۡقَ كُلِّ ذِیۡ عِلۡمٍ	عَلِيۡمٌ ۝٧٦
درجوں کے لحاظ سے	اس کو جسے	ہم چاہتے ہیں	اور ہر علم والے کے اوپر	ایک علیم (ذات) ہے

نوٹ:1

اپنے بھائی کو روکنے کے لئے یوسفؑ نے جو تدبیر کی اس سے ذہن میں کچھ الجھنیں پیدا ہوتی ہیں اور اس کے مختلف جوابات دیئے گئے ہیں لیکن صحیح جواب وہی ہے جو قرطبی اور مظہری وغیرہ نے دیا ہے کہ اس واقعہ میں جو کچھ کیا گیا اور کہا گیا وہ سب بامر الٰہی تھے اور اس ہی کی حکمت بالغہ کے مظاہر تھے۔اس جواب کی طرف خود قرآن کی اس آیت میں اشارہ موجود ہے کہ ''اس طرح ہم نے خفیہ تدبیر کی یوسفؑ کے لئے۔'' اس آیت میں واضح طور پر اللہ تعالیٰ نے اس تدبیر کو اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ جب یہ سب کچھ بامر خداوندی ہوا تو اس کو ناجائز کہنے کے کوئی معنی نہیں رہتے۔اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے حضرت خضرؑ کا کشتی توڑنا، لڑکے کا قتل کرنا وغیرہ جو بظاہر گناہ تھے۔اسی لئے حضرت موسیٰؑ نے ان پر اعتراض کیا تھا۔مگر حضرت خضرؑ یہ سب کام باذنِ خداوندی خاص مصلحتوں کے تحت کر رہے تھے اس لئے ان کا کوئی گناہ نہ تھا۔(معارف القرآن)

[illegible]